حضرت فاطمہؑ اسوۂ جاوید

عمادالعلماء علامہ ڈاکٹر سید علی محمد نقوی مدظلہ

حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا پیغمبر اسلام کی دختر ارجمند ہیں جن سے رسول اکرمؐ کی ذریت ونسل طاہر دنیا میں باقی ہے، حضرت علیؑ شیر خدا کی زوجہ اور شیعوں کے گیارہ اماموں کی مادر گرامی ہیں، ان کے اسوۂ حمیدہ کو اسلام نے خواتین کے لئے نمونہ بنا کر پیش کیا ہے۔

اسلام نے محض کتاب اور شریعت پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ بعض شخصیتوں کو منتخب کیا ہے کہ وہ کتاب کی تعلیم اسلام کی روح اور اس کے جوہر کو اپنے کردار وعمل کی صورت میں پیش کریں۔ پیغمبر اور بارہ امام اسی اسوۂ حسنہ کے حامل ہیں۔

خدائے تعالیٰ نے مرد وعورت کو مختلف خصوصیات کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ بہت سی خصوصیتیں عورتوں میں ایسی ہیں جو مردوں میں نہیں ہیں۔ پیغمبر اور ائمہ کے لئے ضروری تھا کہ خواتین کے لئے بھی نمونہ عمل پیش کرتے ایک ایسی ہستی جو اپنے کردار وعمل سے ہر قدم اور ہر آن یہ بتائے کہ ایک مسلمان خاتون کو کیسا ہونا چاہئے۔ ایک عورت کا رابطہ باپ سے، شوہر سے، اولاد سے، معاشرہ سے اور اجتماعی اور سیاسی زندگی سے کیسا ہونا چاہئے۔ چنانچہ جناب فاطمہ زہرا (س) ایسی ہی ہستی ہیں جنہیں اسلام نے ایک مثالی خاتون کی صورت میں پیش کیا ہے۔ اسی وجہ سے پیغمبر اسلام نے جناب فاطمہ زہرا (س) سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

''مریم اپنے زمانہ کی اعلیٰ ترین خاتون تھیں مگر تم ہر زمانہ اور ہر صدی کی اعلیٰ ترین خاتون ہو۔''

اس طرح جناب فاطمہ زہرا (س) اپنے اسوہ ہائے حسنہ کے ساتھ کل خواتین کے لئے ایک نمونہ اور تمثیل ہیں۔ عباس محمود العقاد نامور مصری محقق بھی اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''ہر دین میں ایک ایسی مقدس اور کامل خاتون کا وجود ہوتا ہے جسے اس دین کے ماننے والے خداوند تعالیٰ کی نشانی سمجھتے ہوئے اس کی تقدیس کے معتقد ہوتے ہیں، مثلاً دینِ مسیح میں جناب مریم کا وجود مقدس اور افضل مانا گیا ہے اسی طرح اسلام میں حضرت زہرا (س) ایک مثالی خاتون ہیں۔''

ہر دین میں ایک عورت اس دین کی تعلیمات اور خصوصیات کا عملی مظہر ہوتی ہے۔ بعنوان نمونہ آپ تبدیل شدہ مسیحیت کو ملاحظہ فرمائیں چونکہ یہ ایک ایسا دین ہے جو رہبانیت، عزلت نشینی اور معاشرے سے بے تعلق ہو کر معنویت اور روحانیت سے منسلک رہنے کا عقیدہ پیش کرتا ہے اس لئے اپنے مذہب کی مثالی خاتون، یعنی مریم عذرا کی جو شکل مسیحی پیش کرتے ہیں وہ ان ہی خصوصیات کی حامل ہے۔

لیکن اسلام ایک ایسا دین ہے جس کے متعدد پہلو

ہیں اسلام میں معنویت ،اجتماعی وسیاسی زندگی سے تعلق عبادت، خاندانی اور گھریلو ذمہ داریاں، عرفان، جہاد غرضکہ زندگی کا ہر رخ موجود ہے۔ حضرت زہرا(س) جو اسلام میں ایک مثالی خاتون ہیں جن کی پاکیزہ سیرت تمام مسلمان خواتین کے لئے نمونہ ہے آپ نے اپنی زندگی میں دین اسلام کے ہر رخ کو پیش فرمایا ہے۔ اکثر علماء و محققین مثلاً تقی سبکی ،جلال سیوطی ، زرکشی اور تقی مقریزی تمام دنیا کی خواتین پر حضرت فاطمہ زہرا(س) کی افضلیت اور ان کے کردار اور مثالی سیرت کے معترف ہیں اور اس کا نمایاں طور پر ذکر بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ تقی سبکی جو علماء اہلسنت میں سے ہیں اور اس سوال کا کہ ''اسلام میں افضل ترین خاتون کون ہیں؟'' یوں جواب دیتے ہیں: ''میرا اعتقاد ہے کہ فاطمہ(س) دختر محمد صلعم ساری دنیا کی عورتوں میں افضل ترین خاتون ہیں۔'' ابن داؤد نے بھی اس سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ''جب پیغمبرؐ خدا نے جناب فاطمہ(س) کو اپنے جسم کا ایک ٹکڑا کہا ہے تو اب اس کے بعد کسی اور کا ان سے افضل ہونا قطعی ناممکن ہے اس لئے کہ پیغمبرؐ کے جسم کے ٹکڑے پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

معتبر احادیث و اخبار کے مطابق پیغمبر اسلام نے خود جناب فاطمہ زہرا(س) کو ''دنیا کی تمام عورتوں کی سردار'' کہا ہے اور ان کی پاکیزہ سیرت کو خواتین عالم کے لئے تاریخی نمونہ بنا کر پیش کیا ہے۔ اہل سنت کی معتبر کتابوں میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسولِ خداؐ نے جناب فاطمہ سے کہا ''جان پدر، فاطمہ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم تمام خواتین سے افضل اور میری پوری امت کی خواتین کی سردار ہو اور باایمان عورتوں میں سب سے برتر ہو؟''

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے جناب فاطمہ (س) سے پوچھا ''اے جان پدر! کیا تمہیں یہ جان کر خوشی نہیں ہوئی کہ تم تمام عالم کی خواتین میں سب سے افضل و برتر ہو؟'' جواب میں جناب فاطمہ(س) نے سوال کیا کہ ''اگر میں سب سے افضل ہوں تو مریم بنت عمران کیا ہیں؟'' رسولؐ اللہ نے فرمایا وہ صرف اپنے دور کی خواتین میں سب سے افضل ہیں اور تم ہر دور کی خواتین میں سب سے افضل ہو'' اس طرح جناب فاطمہ زہرا(س) تمام دنیا کی خواتین کے لئے ایک مثالی خاتون اور اسوۂ جاوید ہیں

انہوں نے نمونہ پیش کیا ہے کہ ایک مسلمان خاتون کو کس طرح روحانیت سے بھی متعلق رہنا چاہیے اور خاندان کی ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآ ہونا چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ اجتماعی حقیقی جہاد میں بھی شامل رہنا چاہیے۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کی زندگی میں ہم عرفان ، امور خانہ کی انجام دہی اور اجتماعی و اعتقادی جہاد تینوں پہلوؤں کو اپنے عروج پر پاتے ہیں۔

مباہلہ جناب زہرا(س) کے معنوی و عرفانی مقامات کی رفعت کی ایک سندِ جاوید ہے مباہلہ کے تاریخی واقعات میں نجران کے نصاریٰ جو عبادت و ریاضت میں مشہور تھے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے روحانی و معنوی اعتبار سے پورے گروہ اسلامی میں سے صرف پانچ افراد کو منتخب کیا گیا اور ان پانچ روحانی افراد میں سے ایک فرد جناب فاطمہ

زہرا(س) ہیں۔ نصاریٰ اپنی معنوی قوت پر بہت نازاں تھے مگر ان خدائی ہستیوں کے مقابل ٹھرنے کی جرأت نہ کر سکے ابوحارث اسقف مباہلہ سے روگرداں ہوگیا۔ جب اس کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا کہ ''تو نے محمد(صلعم) سے مباہلہ کا خیال ترک کیوں کر دیا؟'' تو اس نے جواب دیا ''خدا کی قسم میں ان ایسے چہرے دیکھے جو اگر دعا مانگیں تو پہاڑ حرکت میں آجائیں اور اگر ہمارے حق میں بددعا کریں تو سال نہ گذرے کہ نصاریٰ میں سے ایک شخص بھی دکھائی نہ دے اور ان کی بددعا سے سب کچھ تباہ ہوجائے۔

یہ واقعہ مکمل طور پر حضرت فاطمہ زہرا کی اعلیٰ ترین عرفانی و معنوی شخصیت کی نشاندہی کرتا ہے مسیحیت کے برخلاف اسلامی عرفان و معنویت کا مقصد ''جوگ'' یا ''رہبانیت'' نہیں ہے بلکہ ایک جہاد مسلسل ہے اور انسان اجتماعی زندگی سے کنارہ کش نہیں ہوتا۔ اور اس مسئلہ کا عملی نمونہ جناب فاطمہ(س) نے پیش کیا ہے۔ جو تمام دنیا کی عورتوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب زہرا(س) نے بعض غزوات میں بھی شرکت کی ہے اور پیغمبر(صلعم) نے اجتماعی مسائل پر آپ سے مشورے بھی لئے ہیں اور ان جنگوں میں آپ کو ذمہ داریاں بھی تفویض کی ہیں۔

جناب زہرا(س) نے معاشرے کی اجتماعی اور فکری زندگی میں بھی شرکت کی ہے، پیغمبر(صلعم) کی حدیثیں بھی بیان فرمائی ہیں، خواتین کی ہدایت بھی ہے، جنگوں میں حصہ بھی لیا ہے اور وقت ضرورت تلواروں اور تیروں کی بارش میں اپنے والد اور اپنے شوہر کا ساتھ بھی دیا ہے، پیاسوں کو پانی پلایا ہے، زخمیوں کی مرہم پٹی اور نگہداشت بھی کی ہے اور لشکر اسلام کی غیرت کو بھی للکارا ہے دوسرے اجتماعی مسائل میں بھی وہ اپنے والد ماجد کی معاون رہی ہیں جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے کہ خواتین پیغمبر سے بیعت کر رہی تھیں تو وہ جناب رسولؐ خدا کے ساتھ تھیں۔

بعد پیغمبرؐ بھی جناب فاطمہ زہرا(س) اسلامی معاشرہ کی خبر گیری کرتی رہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جناب زہرا(س) وہ پہلی قوی تر ہستی تھیں جو فریادرس اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے والی تھیں۔

مسجد نبوی میں آپ کی شعلہ بیان اور زلزلہ افگن تقریر آپ کی شجاعت، شہامت، الٰہی نگاہ اور سیاسی و اجتماعی دور بینی کو واضح کرتی ہے۔ اس سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ عورت اسلامی معاشرہ میں اجتماعی، سیاسی اور عورتوں کے بارے میں پیدا ہونے والے مسائل سے کنارہ کش نہیں ہے۔ اسلامی معاشرہ کی بخت سازی میں سہیم و شریک ہونے کے بعد بھی عورت کو یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ وہ عورت ہے۔ اس صورت میں اسے اپنی عفت، اپنا تقدس اور اپنے پردہ کو برقرار رکھنا چاہیئے۔ جناب سیدہ نے اپنی رفتار و گفتار سے مذکورہ بالا باتوں کو آشکارہ کیا ہے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ ''کون سی چیز خواتین کے لئے سب سے اچھی ہے؟'' کوئی اس کا جواب نہ دے سکا۔ حضرت علیؑ فوراً جناب فاطمہ(س) کے پاس آئے اور ان

سے اس سوال کے متعلق دریافت کیا۔ جناب فاطمہ (س) نے کہا'' آپ نے کیوں نہ کہہ دیا کہ خواتین کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ مردوں کی جانب نظر نہ کریں اور مردوں کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ خواتین سے مرعوب نہ ہوں'' حضرت علیؑ جناب رسولؐ خدا (صلعم) کی خدمت میں تشریف لائے اور یہی جواب دہرا دیا۔

رسولؐ خدا (صلعم) نے فرمایا ''اے علیؑ تم کو اس جواب سے کس نے مطلع کیا؟'' حضرت علیؑ نے جواب دیا ''فاطمہ (س) نے'' اس پر پیغمبرؐ نے فرمایا ''سچ تو یہ ہے کہ فاطمہ (س) میرے ہی جسم کا ایک ٹکڑا ہے'' جناب زہرا (س) نے ثابت کر دیا کہ ایک مسلمان خاتون اسلامی معاشرے میں اپنی نسوانیت، عفت اور خودداری کے تحفظ کے ساتھ اجتماعی زندگی میں بھی شرکت کی حقدار ہے۔

اسی طرح ایک مسلمان خاتون خاندان کی خدمات انجام دینا، نئی نسل کی پرورش و پرداخت کو اپنا فریضہ سمجھتی ہے چنانچہ جناب فاطمہ زہرا (س) عرفانی اور روحانی مقامات پر آیت تطہیر کی تفسیر ہیں، دوسری طرف اجتماعی اور سیاسی زندگی میں بھی دخیل ہیں، خاندانی اور گھریلو ماحول میں ایک وفا شعار شریک حیات، ایک دختر وفادار اور ایک مادر مہربان بھی ہیں۔ جناب فاطمہ زہرا (س) اپنے والد گرامی کے لئے ایک مثالی اولاد ہیں، وہ صرف اولاد ہی نہیں بلکہ اپنے باپ کی پرستار، مشیر، رفیق اور معین بھی ہیں۔ تکلیفوں میں ان کا ساتھ دیتی ہیں اور انہیں تسلی دیتی ہیں اسی وجہ سے انہیں ''ام ابیھا'' یعنی اپنے باپ کی ماں کہتے ہیں۔

جناب فاطمہ (س) شوہر کے لئے ایک مہربان شریک حیات، حضرت علیؑ کی مونس تنہائی ہیں جو اپنے شوہر کے ساتھ مسلسل دکھ درد جھیل رہی ہیں لیکن پیشانی پر شکن تک نہیں آتی۔

جناب زہرا (س) ایک ایسی ماں ہیں جن کی آغوش میں حسنؑ، حسینؑ اور زینب (س) جیسی اولاد پروان چڑھتی ہے۔ عادات و اخلاق بلکہ ہر لحاظ سے جناب زہرا (س) بلاتفریق زن و مرد ہر ایک کے لئے نمونہ ہیں۔

اسلام میں جناب زہرا صلوات اللہ علیہا
عورتوں کے لئے منارۂ عظمت

جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اسلام میں خواتین کے مرتبہ کی عظمت و رفعت کی مظہر ہیں۔ تاریخ عالم میں پہلی بار اسلام ہی نے خواتین کو مکمل انسانی شخصیت بخشی ہے۔ یہاں تک کہ یونان جیسے ترقی پسند نظام میں بھی خواتین کو ثانوی درجہ دیا جاتا ہے حتیٰ کہ ظہور اسلام تک خود عرب عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں پست تر گردانتے تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں عربوں میں ایک مثل رائج تھی۔ ''**المرأة حیوان طویل الشعر وقصیر الفکر**'' یعنی عورت ایک ایسا جانور ہے جس کی زلفیں طویل مگر عقل کوتاہ ہے۔ عربوں ہی پر منحصر نہیں ہے دو صدیوں قبل تک نام نہاد متمدن مغربی ممالک میں بھی خواتین انفرادی حق ملکیت سے محروم تھیں۔

لیکن اس کے مقابلہ میں اسلام نے خواتین کو ایک کامل انسانی شخصیت عطا کی اور 'صنف' کے بجائے 'تقویٰ' کو بزرگی و برتری اور عظمت کا معیار قرار دیا۔ چنانچہ پیغمبرؐ

اسلام نے اعلان فرمایا ''المرأة الصالحة خير من الف رجل غير صالح ''یعنی ایک متقی عورت ایک ہزار غیر صالح مردوں سے بہتر ہے (جامع الاخبار) اور فرمایا ''من اخلاق الانبياء حب النساء'' قرآن صریحی طور پر اعلان کرتا ہے ''للرجال نصيب مما اكتسبو ا وللنساء نصيب مما اكتسبن '' (نساء ۳۲) وللرجال نصيب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصيب مما ترک الوالدان والاقربون (نساء ۷) قرآن نے یہ دستور بھی عطا کیا عاشروهن بالمعروف اور پیغمبرؐ نے فرمایا'' ولا تضربوا النساء كم فمن ضربهن بغير حق عصى الله و رسوله'' یہ تمام آیات اور حدیثیں خواتین سے متعلق اس شخصیت اور احترام کو ظاہر کرتی ہے، جن کا اسلام قائل ہے، اسلام نے عورت کو مکمل انسانی حقوق دیے اس کی روحانی فکری اور اجتماعی ترقی اور عظمت کے لئے راہ ہموار کی۔

اسلام میں عورت کی عظمت، بلندی، ترقی اور ارتقاء کا جو نظریہ ہے وہ مغربی تمدن کے نظریہ ارتقا سے قطعاً مختلف ہے۔ اسلام کو عورت کو اپنی نسوانیت اور عورت ہونے کی خصوصیت کے تحفظ کے ساتھ ترقی کرنا سکھاتا ہے۔ جبکہ مغربی تمدن عورت کو اپنی نسوانیت اصل خصوصیت اور اپنے حقیقی جوہر سے دست بردار ہو کر ترقی کی راہوں پر گامزن ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ ترقی دینا ہے کہ عورت کو زمرۂ نسوانیت سے خارج کر دینا ہے عورت کی ترقی نہیں ہے۔

مغربی تمدن یہ سمجھتا ہے کہ عورت کی ترقی ناممکن ہے تا وقتیکہ وہ شکل وصورت کے اعتبار سے مرد نہ بن جائے۔ در اصل عورت کے لئے یہ بہت بڑی ذلت ہے کہ وہ حقوق نسواں کے تحفظ کی خاطر مردانہ صورت اختیار کرے اس کے برعکس اسلام چاہتا ہے کہ عورت اپنی اصل صورت اور خصوصیت سمیت اپنے حقوق کا تحفظ کرے کیوں کہ عورت کی اصل شخصیت بجائے خود ایک عظیم اہمیت کی حامل ہے اور اس کے اپنے فرائض و مقاصد مرد کے فرائض و مقاصد سے کسی طرح بھی کم قدر و قیمت کے حامل نہیں ہیں۔ عورت کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اس کے اغراض و مقاصد اور فرائض میں ایک بڑا فریضہ آنے والے معاشرے کے لئے افزائش و تربیت نسل ہے اور ایک عورت کے لئے یہ قطعی نامناسب ہے کہ وہ 'انسانی سازی' جیسے عظیم فرض کو چھوڑ کر 'مشین سازی' جیسے ادنیٰ مقصد کے اپنانے کو اپنی معراج سمجھے جیسا کہ مغربی تمدن کا شعار ہے۔ اسلام مساوی حقوق کا قائل ہے، 'مشابہ حقوق' کا نہیں۔ جبکہ مغرب میں مساوی حقوق کا مطلب ہے 'مشابہ حقوق' کا قائم رکھنا اور عورت سے اس کی برتر اور عظیم نسوانی شخصیت چھین کر اسے مردانہ وضع دینا۔ اگر کوئی تہذیب، گروہ یا فرد کہتا ہے کہ عورت کو چاہیے کہ وہ پہلے مردانہ وضع و قطع اختیار کرے اس کے بعد احترام کے قابل ہوگی تو ایسی تہذیب، گروہ یا فرد صرف مردوں کے احترام کا قائل ہے اس نے درحقیقت عورت کی توہین کی ہے۔

☆ ایمان اور حیا کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اگر ان میں سے ایک چلا جائے تو دوسرا باقی نہ رہ سکے گا۔ (جناب فاطمہؑ)

☆ وہ عورت جو اپنے شوہر کو اذیت دے خداوند عالم اس کے نیک کاموں کو بھی قبول نہ کرے گا۔ (جناب فاطمہؑ)